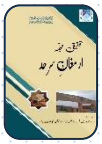

تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد
pISSN: 3079-904X
eISSN: 3079-9058
(Research Journal: Armaghan-e-Sarhad) (Vol:3, Issue:1, 2026) جلد ۳، شمارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۲۶ء
شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

"Devotional Praise in the Rubaiyat of Deccani Poets"

دکنی شعرا کی رباعیات میں حمد نگاری

سلیمان شاہ
پی ایچ ڈی (اردو) سکالر، قرطبہ یونی ورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسماعیل خان۔ لیکچرار کیڈٹ کالج اسپینکئی
ڈاکٹر حمید الفت ملغانی
اسسٹنٹ پروفیسر، قرطبہ یونی ورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسماعیل خان
Suliman Shah
PhD (Urdu)scholar, Qurtuba University of Science and Information Technology
Dera Ismail khan , Lecturer in Cadet college spinkai (SWTD)
Dr. Hameed Ulfat Mulghani
Assistant Professor, Qurtuba University of Science and Information Technology
Dera Ismail khan

Abstract:

The devotional *rubaiyat* (quatrains) composed by the poets of Deccani Urdu literature represent a distinctive and valuable contribution to the evolution of Urdu poetry. These quatrains are not confined to expressions of religious devotion alone; they also demonstrate remarkable artistic refinement, linguistic elegance, and spiritual depth. During the Deccani period, the *rubai* emerged as an important poetic form due to its ability to convey profound ideas within a brief and compact structure. Deccani poets effectively employed this genre to express their unwavering faith in Allah, praise His divine attributes, and communicate their inner spiritual experiences with sincerity and poetic beauty. Their devotional *rubaiyat* reflect themes such as divine love, humility, gratitude, repentance, submission to God's will, and the quest for spiritual enlightenment. In addition to their theological significance, these quatrains embody the cultural and literary ethos of the Deccan, where Persian, Arabic, and indigenous traditions merged to shape a unique poetic identity. The concise yet expressive nature of the *rubai* enabled poets to combine philosophical reflection with devotional emotion, producing verses of lasting literary value. This study examines the thematic, stylistic, and aesthetic features of Deccani devotional *rubaiyat*, highlighting their contribution to the development of Urdu literature and demonstrating how they enriched both the religious and artistic traditions of classical Urdu poetry.

Keywords: Deccani Urdu Poetry, Rubaiyat, Devotional Poetry, Hamd, Spirituality, Classical Urdu Literature.

دکنی دور اردو ادب کی تاریخ میں ایک سنہرے باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دور کے شعرا نے اردو زبان و ادب اور اصناف سخن کے نوک پلک سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ رباعی جو اردو ادب کی ایک اہم صنف ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے، کہ اصناف سخن میں اسے کلاسک کا درجہ حاصل ہے رباعی اپنے مخصوص ہیت اور فنی نزاکتوں کی وجہ سے دیگر اصناف سخن میں

منفرد مقام رکھتی ہے، دکنی دور کے شعرا نے صنف رباعی میں بھی قابل قدر سرمایہ چھوڑا ہے، جس میں دیگر موضوعات کے علاوہ حمد کے موضوع پر مشتمل رباعیات بھی ہیں، حمد کی تعریف میں رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

> "حمد کے معنی اللہ تعالی کی تعریف کے ہیں، اصطلاح میں حمد وہ نظم ہوتی ہے جس میں باری تعالیٰ کی صفات اور عظمت وقدرت کا بیان ہوتا ہے اور اس کی ہمہ پہلو تعریف کی جاتی ہے، حمد کا موضوع اتنا ہی وسیع اور متنوع ہے جس قدر خدا اور اُس کی کائنات، گویا اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہے، حمد کے لیے کوئی ایک بحر، وزن، یا ہیئیت متعین نہیں، حمد مختلف ہیتوں میں لکھی گئی ہے، بعض جدید شعرا نے آزاد نظم کی ہئیت میں بھی حمدیں لکھی ہیں، ذات باری تعالیٰ کے لیے محبت وعشق کا جذبہ حمد کا محرک ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ حمد رسمی نہ ہو بلکہ شاعر، ذات باری تعالیٰ کے عشق میں ڈوب کر لکھے، حمد کی زبان پاکیزہ اور الفاظ شستہ اور بلیغ ہوں، شاعر کا لہجہ انتہائی مودب اور منکسرانہ ہو، اظہار کا طریقہ ایسا نہ ہو جس سے شان الہی میں گستاخی یا سوءِ ادب کا پہلو نکلتا ہو، شاعر خدا کی عظمت ورحمت بیان کرنے کے بعد اس سے مغفرت اور اُمت کی بھلائی کی درخواست کرے۔"(1)

دکنی شعرا نے اپنی رباعیات میں حمدیہ موضوعات کو ترجیحاً استعمال کیا ہے، اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے، کہ دکنی شعرا میں اکثریت صوفیا اور علماء کی ہے، جنھوں نے اسلام کی تبلیغ اور وعظ ونصیحت کے لیے رباعی جیسے حسین پیرائے بیان کو اختیار کیا۔ دکنی شعرا میں پہلی حمدیہ رباعی کہنے کے حوالے سے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا نام سامنے آتا ہے لیکن ان کی تخلیقات کے حوالے سے ابہام پایا جاتا ہے، ڈاکٹر جمیل جالبی، محمد علی اثر اور ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے منسوب کسی بھی تصنیف کو ماننے سے انکار کیا ہے، جب کہ دیگر محققین جن میں نصیر الدین ہاشمی، عاصی کرنالی، سید یونس شاہ، ڈاکٹر سیدہ جعفر اور ڈاکٹر افضال احمد انور نے خواجہ بندہ نواز کی رباعیات کو باوجود اعتراضات کے اپنی تحقیقی مقالات میں اولیت دی ہے ان کی ایک حمدیہ رباعی ڈاکٹر سیدہ جعفر نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے:

مشہور یہ حیرت ہو دیگر ہیچ ہے واللہ
مرنے کے انگے مرکے ہو فانی فی اللہ
خناس کے وسواس سوں توں۔ ہو پائمال
لاحول ولا قوۃ الا باللہ (2)

فرہنگ: ہیچ (بے سود)، واللہ (اللہ کی قسم)، انگے (اول، سامنے)، فانی فی اللہ (اللہ تعالی کی طرف سے خاتمہ)، خناس (شیطان)، وسواس (غلط فہمی)، سوں (سے)، توں (تم)، پائمال (تباہ)

خواجہ بندہ نواز گیسودار سے منسوب یہ رباعی تصوف اور صوفیانہ خیالات کی آئینہ دار ہے، اس رباعی میں انہوں نے نہ صرف اللہ کی بڑھائی اور وحدانیت بیان کی ہے، بلکہ ساتھ میں وعظ اور نصیحت کا انداز اپناتے ہوئے قاری پر یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ شیطان ہی انسان کے دل میں وسوسے پیدا کر کے اُسے تباہ کر رہا ہے، لہذا انسان اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی شیطان پر قابو پا سکتا اور اللہ تعالی

کی مدد حاصل کرنے کے لیے انسان کو پہلے اللہ تعالیٰ کا ہونا پڑتا ہے، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے بعد حمدیہ رباعی کے حوالے محمد قلی قطب شاہ کا نام سامنے آتا ہے جن کو محققین نے متفقہ طور پر پہلا رباعی بھی تسلیم کیا ہے ان کی کلیات میں رباعیات کی تعداد (41) ہے، جن میں حمد کے موضوع پر بھی رباعیات موجود ہے ان میں سے ایک رباعی پیش خدمت ہے:

اے بار خدا اپنے درویش کوں بخش
مجکوں سو محمد علی کے کیش سوں بخش
دشمن کوں تو توڑ دوستاں کوں تو نواز
دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کوں بخش (3)

فرہنگ: بار (اسباب)، کوں (کو)، مجکوں (مجھ کو)، کیش (اعتقاد، پیروی)، توڑ (تباہ)، نواز (عطا)، خویش (رشتہ دار، عزیز)

محمد قلی قطب شاہ کی یہ رباعی مناجاتی رنگ میں ہے اس رباعی میں انہوں نے اللہ تعالی کے دربار میں اپنے لیے نصرت اور بخشش طلب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ الزمر، آیت: 52 میں فرماتا ہے:

"قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ- ترجمہ: اے پیغمبر! میری طرف سے لوگوں کو کہہ دو کہ اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نااُمید نہ ہونا، خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ "(4)

اس رباعی کے پہلے مصرعے میں تو محمد قلی قطب شاہ نے براہ راست اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش طلب کی ہے کہ اے میرے جاہ و جلال والے رب مجھ کو بخش دیں، کیوں کہ تیری شان اور عظمت سب سے بڑی ہے جب کہ دوسرے مصرعے میں انہوں نے حضور اکرمؐ کو اور حضرت علی کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالی کے دربار میں بخشش طلب کی ہے۔ دکنی شعرا میں ایک اور اہم نام ملا غواصی کا ہے، ان کی رباعیات میں بھی حمد نگاری کی جھلک نظر آتی ہے، کہتے ہیں:

میں باج گنہ کام بھی کچ کر سوں نا
صحبت بغیر از جام کسوں دھر سوں نہ
دوزخ تھے ڈراتے ہیں مجے لوکاں آج
غفار قوی سر پہ ہے میں ڈر سوں نہ (5)

فرہنگ: باج (بغیر)، گنہ (گناہ)، کچ (کچھ)، سوں (علاوہ)، صحبت (ملاپ)، از (سے)، جام (پیالہ)، کسوں (کبھی)، دھر (طریقہ)، مجے (مجھے)، لوکاں (لوگ)، قوی (طاقت ور)، سوں (کسی سے)، نہ (نہیں)

اس رباعی میں غواصی نے اول تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ہے، کہ میں نے ساری زندگی گناہ کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں کیا، اور میں نے ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش ہو کر ہی اپنی زندگی گزاری ہے، جس پر میرے اعمال کو دیکھ کر اب لوگ مجھے دوزخ کی آگ سے ڈراتے ہیں، کیوں کہ ان اعمال کے بدولت تو میں صرف دوزخ کا ہی حقدار بن سکتا ہوں کسی اور چیز کا تو

نہیں، لیکن اس کے باوجود مجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے، کہ میرا رب غفار اور سب سے طاقتور ہے، وہ مجھے بخش دے گا اور میرے تمام گناہ معاف کر دے گا، اس لیے لوگ جو مجھے جہنم کی آگ سے ڈراتے ہیں مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔

دکنی دور کے ایک اور اہم شاعر ملا وجہی ہے ان کا اصل نام اسد اللہ وجہی غالب ہے، ان کا تعلق دکن کے قطب شاہی دور سے ہے، دکنی شعراء میں ملا وجہی نے طویل عمر پائی انہوں نے قطب شاہی سلطنت کے چار حکمرانوں ابراھیم قطب شاہ، محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کا عہد دیکھا، وجہی کی اہم تصنیف 'قطب مشتری' ہے، جس میں رباعیات کی تعداد 9 ہے اس میں دیگر موضوعات کے علاوہ حمد کے موضوع پر بھی رباعیاں موجود ہیں، اسی طرح علی عادل شاہ ثانی بھی اُن دکنی شعرا میں شامل ہیں، جنہوں نے صنف رباعی میں حمد نگاری کی ہے۔ دکنی دور کے ایک اور ہم شاعر ملک الشعراء نصرتی ہیں، یہ علی عادل شاہ کے ہم عصر شاعر ہیں ان کو علی عادل شاہ ثانی کے دربار میں بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا اور علی عادل شاہ کی طرف سے انہیں "ملک الشعراء" کا خطاب ملا۔ ملا نصرتی کی کی اب تک بازیافت شدہ تخلیقات میں مثنوی علی نامہ، مثنوی گلشن عشق اور دیوان نصرتی وغیرہ شامل ہیں ان کا دیوان ڈاکٹر جمیل جالبی نے مرتب کیا ہے، اس دیوان میں رباعیات کی تعداد 28 ہے، جس میں حمد کے موضوع کو انہوں نے کچھ یوں برتا ہے:

اے اسم ترا سب میں مجھے وافی ہے
ہر درد کوں اس دل کے وہی شافی ہے
غیرت ہے مرے جیو کوں ترے غیر کی آس
یک تو نچ دو عالم میں مجھے کافی ہے (6)

فرہنگ: وافی (کافی)، کوں (کو)، شافی (شفا دینے والا)، جیو (انسان)، آس (امید)، یک (ایک)، تو (تم)، نچ (کمال)، عالم (جہاں)، مرے (مرنا)

ملا نصرتی کی یہ رباعی ان کی خدا پر کامل ایمان کی عکاسی کرتی ہے۔ اس رباعی میں شاعر کہتا ہے کہ اللہ کا نام ہی اس تمام کائنات میں میرے لیے کافی ہے اور میرے دل میں جو بھی درد ہو، اس کو شفاء دینے والا اللہ ہی ہے، اور اے میرے رب میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی، کہ تیرے سوا میں کسی اور امُید باندھ لوں، یعنی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اُس شخص کو مرنا چاہیے یا اُس کو جینے کا کوئی حق نہیں ، جو اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور سے اُمید لگائے ، اور اے اللہ تیری ذات اور ساتھ ہی میرے لیے دونوں جہانوں میں کافی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ملا نصرتی کی اس رباعی کا مفہوم قرآن مجید کی سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 78 سے اخذ شدہ معلوم ہوتا ہے:

"فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ()الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ()وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ()وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ()وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ()

ترجمہ: وہ میرے دشمن ہیں لیکن خدائے رب العٰلمین (میرا دوست ہے)، جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔"(7)

ملا نصرتی نے اس رباعی میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور حمد کو بیان تو کیا ہے لیکن اس رباعی پر تصوف کا رنگ غالب ہے جس طرح ایک صوفی کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہوتا ہے اور جس طرح تمام جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اُس کے لیے کافی ہوتی

ہے۔ میراں یعقوب مجتہدی کا نام بھی دکنی شعرا میں خاص قدر و منزلت کا حامل ہے، غواصی کے ہم عصر شاعر ہیں دکن کے مشہور صوفی بزرگ و شاعر میراں جی خدانما کے مرید تھے، قطب شاہی سلطنت کے ساتویں حکمران عبداللہ قطب شاہ کا زمانہ ان کی شاعری کا سنہرا دور کہلاتا ہے، ان کی رباعیات ان کی ترجمہ کردہ کتاب "شمائل الاتقیاء" میں پائی جاتی ہیں جن کی تعداد 31 ہے۔ ان رباعیات میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا عارفانہ انداز میں بیان کی ہے، محمد حسینی معظم دکن کے صوفی شاعر ہیں ان کے کلام میں بھی حمدیہ رباعیات موجود ہے جس میں تصوف کی جھلک واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح خواص خاں جو محمد حسینی معظم کے اہم عصر شاعر ہیں، ان کی حمدیہ رباعیات میں بھی تصوف کی جھلک واضح ہے انہوں نے اپنی رباعیات میں نہ صرف اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ہے بلکہ وعظ اور نصیحت کا انداز اختیار کرتے ہوئے قاری کی اصلاح بھی کی ہے۔

مذکورہ شعرا کے علاوہ دکن کے جن صوفی شعرا نے حمدیہ رباعیات کہیں ہیں اُن میں باباشاہ حسینی، علی پیر حسینی اور پیر پاشا حسینی اور سید بادشاہ حسینی اہم ہیں، سید بادشاہ حسینی کی ایک رباعی جس میں انہوں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کی ہے ملاحظہ کریں:

بیچ کون و مکان نتیں ہے عیاں جز یک نور
ظاہر ہوا وہ نور بہ انوار ظہور
حق نور وو کئی بھانت ظہور اس کا عالم
توحید ہی سچ ہے و دیگر وہم و غرور (8)

فرہنگ: بیچ (درمیان)، نتیں ہے، (نہیں ہے)، عیاں (واضح)، بھانت (طرح، قسم)، وو (وہ)، وہم، (شک)، غرور (تکبر)، ظہور (ظاہر ہونا)

سید بادشاہ حسینی اس رباعی میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ زمین اور آسمان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نور کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اس کائنات میں چھائی ہوئی ہے۔ رب العزت نے اپنے نور کو بھی اس کائنات میں مختلف انوار یعنی معجزات اور کرشمات کے ذریعے ظاہر کیا اور اگر کوئی عقل و شعور رکھتا ہے اور وہ اس کائنات پر غور کرے تو اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت مختلف صورتوں میں ظاہر ہو جائی گی، اور وہ یہ جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور وحدانیت ہی سچ ہے، اور اس کے سوا باقی سب کچھ جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ انسان کے غرور اور وہم کا پیدا کردہ ہے۔ دکنی دور کے شعراء میں ایک اور اہم نام ولی دکنی کا ہے، دکنی دور کے شعراء میں جو شہرت ولی دکنی کو نصیب ہوئی کسی اور شاعر کی قسمت میں اتنی شہرت نہیں ملی۔ ولی کو اردو شاعری کا باوا آدم بھی کہا جاتا ہے ان کی کلیات ڈاکٹر سید نور الحسن ہاشمی نے مرتب کی ہے جس میں غزلیات، مثنویات، رباعیات، قطعات، مستزاد، ترجیع بند اور قصائد شامل ہیں۔ ان کی کلیات میں رباعیات کی تعداد 26 کے لگ بھگ ہے۔ ان رباعیات میں دیگر موضوعات کے علاوہ حمد کے موضوع پر رباعیات بھی ہیں:

رکھ دھیان کوں ہر آن توں معبود طرف
رکھ سیس کوں ہر حال میں مسجود طرف

معدوم کوں موجود سوں کیا نسبت ہے
اولیٰ ہے کہ مائل ہو توں موجود طرف(9)

فرہنگ: آن (ہر وقت)، سیس (سر)، معدوم (ختم ہونے والا)، کوں (کو)، سوں (سے)، رکھ (رکھنا)، توں (تم) مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے)، نسبت (تعلق، برابری)

اس رباعی میں ولی دکنی وعظ کا انداز اپناتے ہوئے کہتے ہیں، کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل مت ہونا، اور ہر حال میں اپنے سر کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکائیں، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کسی بھی حال غافل مت ہونا۔ اور آپ معدوم یعنی ختم ہونی والی چیز کا موازنہ اُس رب سے کس طرح کر سکتے ہو جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا یعنی آپ دنیا کی آسائشوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر کیوں ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آپ کو معلوم بھی ہے کہ یہ دنیا ایک نہ ایک دن ختم ہو جائی گی اور انسان نے ہر حال میں اپنے رب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے، تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کیوں ہو رہے ہو۔ اس لیے تمہارے لیے بہتر ہے کہ آپ دنیا سے دل لگانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے دل لگائیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہی تمہاری اصل کامیابی ہے۔ یہ دنیا مسلمانوں کے لیے اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے اس دنیا میں اگر انسان نیک عمل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن ولی دکنی کہتا ہے کہ مسلمان تو اپنے اصل مقصد کو بھلا بیٹھے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بجائے دنیا کی محبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس لیے اس رباعی میں ولی دکنی ان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے لوگوں خواب غفلت سے بیدار ہو جاو، اور اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لیے تمہیں اس دنیا میں بھیجا ہے اُس کو حاصل کرنے میں لگ جاو۔

ولی دکنی کے بعد نور محمد عاصی بھی ایک اہم شاعر ہیں ان کے تخلیقی سرمائے میں بھی حمدیہ رباعیات موجود ہیں جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت عبد اور معبود کے درمیان تعلق اور تصوف کے اسرار و رموز پر بات کی ہے۔ اس طرح سراج اورنگ آبادی بھی دکنی شعرا میں منفرد مقام رکھتے ہیں انہوں نے بھی حمدیہ رباعیات کہیں ہیں، سراج اورنگ آبادی بنیادی طور پر صوفی تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی صوفیانہ خیالات کی جھلک ان کی رباعیات میں بھی نظر آتی ہے:

ہر آن ترے خیال میں ہوں مشغول
یک بار نگاہ مہربانی سیس نہ بھول
بندہ ہوں ترا ہمیشہ جان و دل سیں
اے قادر بے نیاز کر مجھ کو قبول(10)

فرہنگ: آن (ہر وقت)، سیں (سے)، قادر (قدرت والا)، بے نیاز (بے پروا)، مشغول (مصروف)، یک بار (ایک بار)، سیس (پیشانی، سر)،

اس حمدیہ رباعی میں سراج اورنگ آبادی مناجاتی طرز اختیار کیا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اے رب میں تو ہر وقت تیرے خیال اور تیری عبادت میں مشغول رہتا ہوں، اس لیے اے میرے رب مجھ پر اپنی رحمت اور مہربانی کی نظر کر اور اے میرے رب میں دل و جاں سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آپ ہی میرے آقا ہو اور آپ ہی میرا مالک اور میں ہر حال میں تری بندگی کا اقرار کرتا ہوں۔ اس رباعی کے آخری مصرعے میں کہتے ہیں کہ اے میرے قادر اور بے نیاز بادشاہ مجھے اپنے بارگاہ میں قبول کر کیوں کہ تیرے در کے سوا میرا دوسرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ سراج کی زبان باقی دکنی شعراء کے مقابلے میں زیادہ صاف اور فصیح ہے اگرچہ انہوں نے تصوف کے دقیق نکات کو اپنے رباعیات میں برتا ہے لیکن ان کے الفاظ کا چناو ایسا ہے جس کی وجہ سے یہ دقیق نکات بھی قاری کے لیے آسان اور قابل فہم بن جاتے ہیں، سراج کے بعد دکنی شعرا میں حمدیہ رباعیات کے حوالے سے جو نام سامنے آتا ہے وہ ضیاء الدین پروانہ ہے جو سراج اورنگ آبادی کے شاگرد تھے اپنے اُستاد کی طرح انہوں نے بھی حمدیہ رباعیات کہیں ہیں، جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ ساتھ مذہبی فرقہ واریت، اور اسلامی تعلیمات کے اصل روح پر بھی بات کی ہے۔

مذکورہ شعرا کے علاوہ جن دکنی شعرا نے حمدیہ رباعیات کہیں ہیں اُن میں شاہ میر، سید عبدالولی عزلت اور مرزا جمال اللہ عشق کا نام اہم ہیں ان شعرا کی بازیافت شدہ کلام میں بھی حمدیہ رباعیات موجود ہیں، جس میں انہوں نے حمد کے مختلف موضوعات کو برتا ہے۔ ان شعرا میں سید عبدالولی عزلت اور مرزا جمال اللہ عشق ایسے شعرا ہیں جنہوں نے حمدیہ رباعیات تو کہیں ہیں لیکن اس پر منقبت کا رنگ غالب ہے ان شعرا نے اپنی حمدیہ رباعیات میں اہل بیت سے اپنی عقیدت اس انداز میں کی ہے کہ حمد کا موضوع ایک طرح سے پس منظر میں چلا گیا ہے۔ اسد علی خان تمنا جو مرزا جمال اللہ عشق کے اہم عصر ہیں ان کی رباعیات میں بھی حمد کا موضوع واضح طور پر نظر آتا ہے کہتے ہیں:

دی چشم بصیرت ہے خدا نے مجھ کو
دیکھا خورشید قطرۂ شبنم کو
کامل انساں کو کیجئے سو سجدہ
شیطان نے سجدہ نہ کیا آدم کو (11)

فرہنگ: چشم، (آنکھ)، بصیرت (اچھے اور برے چیز میں تمیز کی صلاحیت)، خورشید (سورج)، کامل (مکمل)، سو (پس)

اس رباعی میں اسد علی خان تمنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں اے میرے رب اگر مجھ میں نیکی اور برائی میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہے تو یہ صرف تیری ہی عطا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ میں سورج اور شبنم کے قطرے میں تمیز کر سکتا ہوں اور اگر انسان چاہتا ہے کہ اُس کی شخصیت مکمل ہو جائے تو اُس کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنا ہو گا اگر شیطان آج ذلیل و خوار ہو رہا ہے تو اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا۔ یعنی اگر انسان دونوں جہانوں کی کامیابی چاہتا ہے تو اس کے لیے انہیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو ماننا پڑے گا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہو گی۔ زبان و بیان کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس رباعی میں اسد علی خان تمنا کی زبان صاف اور شگفتہ ہے۔ انہوں نے اس رباعی میں سلیس اور عام

فہم الفاظ کا استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی ہے۔ دکنی شعرا میں حمدیہ رباعیات کے حوالے سے ایک اور اہم نام مولانا باقر آگاہ ویلوری کا ہے انہوں نے اپنی حمدیہ رباعیات میں متنوع موضوعات کا احاطہ کیا ہے ان کی رباعیات میں حمد کا موضوع کسی اور موضوع کے تابع یا مقابل نہیں آتا بلکہ ان کی ہر رباعی میں حمدیہ موضوع اپنی منفرد شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ مولانا باقر آگاہ ویلوری کی حمدیہ رباعیات باقی دکنی شعراء سے مختلف ہیں زبان و بیان کے لحاظ سے بھی انہوں نے الفاظ میں سلاست اور فصاحت کا خیال رکھا ہے۔ ان کی رباعیات میں ایک اور منفرد خصوصیت تلمیحات کا جابجا استعمال بھی ہے۔

شاہ کمال کا شمار بھی دکنی دور کے اُن منفرد شعرا میں ہوتا ہے، جنہوں نے صنف رباعی میں حمد کے موضوع کو برتا ہے۔ ان کا مجموعہ کلام 'مخزن العرفان' کے نام سے طبع ہو چکا ہے جس میں رباعیات کی تعداد 115 ہے اس میں حمد کے موضوع کو انہوں نے کچھ یوں برتا ہے:

موجود دو یک مقید و یک مطلق
سب کوئی کہیں اسکوں خالق اور یہ حق
پیران میں حقیقت وجود مطلق
یک دیکھ نہ دو برنگ احول احمق (12)

فرہنگ: وو (وہ)، مطلق (آزاد)، پیران (مرشد، رہنما)، احول (بھنگا، ایک چیز کو دو دیکھنے والا)

شاہ کمال اپنی اس رباعی میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دلائل کی مدد سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے اور یہی واحد ذات اس دنیا پر حکمرانی کر رہا ہے اگر ایک خدا کے علاوہ دو خدا ہوتے تو کب کے ان کے ذاتی اختلاف کی وجہ سے یہ دنیا برباد ہو چکی ہوتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہی ہے اور سب اُس کو اپنا خدا سمجھتے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کی ذات حق ہے۔ اور اس دنیا میں جتنے بھی ہادی و رہنما ہیں اُن سب میں ایک اللہ کی ذات بہترین رہنما اور رب ہے، اس لیے ایک خدا کی عبادت کرو اور اک خدا کو ہی اپنا رب مانو۔ اور بھنگے شخص کی طرح نہ دیکھو جن کو ایک وجود (دو) نظر آتا ہے۔ اس لیے جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہی ہے۔ شاہ کمال نے اپنی اس رباعی میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جس انداز میں بیان کی ہے اس کا موازنہ اگر قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء کی آیت 21 کے مفہوم سے کیا جائے تو بے جا نہ ہو گا ارشاد ربانی ہے:

"لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

ترجمہ: اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے، تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے، جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں خدائے مالک عرش اُن سے پاک ہے۔" (13)

مجموعی طور اگر دیکھا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دکنی شعرا نے جہاں دیگر موضوعات پر رباعیاں کہیں ہیں وہی انہوں نے حمد جیسے موضوع کو بھی بڑی چابکدستی اور فنی نزاکتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے صنف رباعی میں بیان کیا ہے، انہوں نے اپنی رباعیات میں صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان نہیں کی بلکہ وعظیہ اور صوفیانہ انداز میں اسلامی عقائد اور مذہبی تعلیمات کی اصل روح کو بحال کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

حوالہ جات

1۔ رفیع الدین ہاشمی، اصناف ادب، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2008، ص:23

2۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، دکنی رباعیاں، مرتبہ: سیدہ جعفر، ڈاکٹر، حیدر آباد، انڈیا: اندھرا پردیش ساہتیہ اکادمی، 1966ء، ص:86

3۔ محمد قلی قطب شاہ، کلیات قلی قطب شاہ، مرتبہ: سید محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، حیدر آباد، دکن: مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس، 1940ء، ص:1032

4۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ، مترجم: مولٰنا فتح محمد خاں جالندھری، لاہور: تاج کمپنی لمیٹڈ، 1999ء، ص:755

5۔ غواصی، کلیات غواصی، مرتب: پروفیسر محمد بن عمر مرحوم، حیدرآباد، دکن: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، 1959ء، ص:174

6۔ ملا نصرتی، دیوان نصرتی، مرتبہ: جمیل جالبی، لاہور: مطبع قوسین، 1972ء، ص:77

7۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ، مترجم: مولٰنا فتح محمد خاں جالندھری، لاہور: تاج کمپنی لمیٹڈ، 1999ء، ص:314

8۔ سید بادشاہ حسینی، دکنی رباعیاں، سیدہ جعفر، ڈاکٹر، حیدر آباد، انڈیا: اندھرا پردیش ساہتیہ اکادمی، 1966ء، ص:153

9۔ ولی دکنی، کلیات ولی دکنی، مرتبہ: ڈاکٹر سید نورالحسن ہاشمی، لکھنو: نامی پریس، 1982ء، ص:358

10۔ سراج اورنگ آبادی، کلیات سراج، مرتب: عبدالقادر سروری (پروفیسر)، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 1982ء، ص:686

11۔ اسد علی خان تمنا، دکنی رباعیاں، مرتبہ: سیدہ جعفر، ڈاکٹر، حیدر آباد، انڈیا: اندھرا پردیش ساہتیہ اکادمی، 1966ء، ص:183

12۔ شاہ کمال، دکنی رباعیاں، مرتبہ: سیدہ جعفر، ڈاکٹر، حیدر آباد، انڈیا: اندھرا پردیش ساہتیہ اکادمی، 1966ء، ص:218

13۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ، مترجم: مولٰنا فتح محمد خاں جالندھری، لاہور: تاج کمپنی لمیٹڈ، 1999ء، ص:523

References:

1. Rafi al-Din Hashmi, *Asnaf-e-Adab*, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2008, p. 23.
2. Khwaja Banda Nawaz Gesu Daraz, *Dakani Rubaiyan*, Murattabah: Dr. Syeda Jafar, Hyderabad, India: Andhra Pradesh Sahitya Akademi, 1966, p. 86.
3. Muhammad Quli Qutb Shah, *Kulliyat-e-Quli Qutb Shah*, Murattabah: Dr. Syed Muhi al-Din Qadri Zor, Hyderabad, Deccan: Maktaba Ibrahimiyah Machine Press, 1940, p. 1032.
4. *Al-Qur'an al-Hakim ma'a Tarjumah*, Mutarjim: Maulana Fateh Muhammad Khan Jalandhari, Lahore: Taj Company Limited, 1999, p. 755.
5. Ghawwasi, *Kulliyat-e-Ghawwasi*, Murattib: Professor Muhammad bin Umar Marhoom, Hyderabad, Deccan: National Fine Printing Press, 1959, p. 174.
6. Mulla Nusrati, *Diwan-e-Nusrati*, Murattabah: Jameel Jalibi, Lahore: Matba Qausain, 1972, p. 77.
7. *Al-Qur'an al-Hakim ma'a Tarjumah*, Mutarjim: Maulana Fateh Muhammad Khan Jalandhari, Lahore: Taj Company Limited, 1999, p. 314.
8. Syed Badshah Husaini, *Dakani Rubaiyan*, Murattabah: Dr. Syeda Jafar, Hyderabad, India: Andhra Pradesh Sahitya Akademi, 1966, p. 153.

9. Wali Dakani, *Kulliyat-e-Wali Dakani*, Murattabah: Dr. Syed Noor-ul-Hasan Hashmi, Lucknow: Nami Press, 1982, p. 358.
10. Siraj Aurangabadi, *Kulliyat-e-Siraj*, Murattib: Professor Abdul Qadir Sarwari, Delhi: Qaumi Council Baraye Farogh-e-Urdu Zaban, 1982, p. 686.
11. Asad Ali Khan Tamanna, *Dakani Rubaiyan*, Murattabah: Dr. Syeda Jafar, Hyderabad, India: Andhra Pradesh Sahitya Akademi, 1966, p. 183.
12. Shah Kamal, *Dakani Rubaiyan*, Murattabah: Dr. Syeda Jafar, Hyderabad, India: Andhra Pradesh Sahitya Akademi, 1966, p. 218.
13. *Al-Qur'an al-Hakim ma'a Tarjumah*, Mutarjim: Maulana Fateh Muhammad Khan Jalandhari, Lahore: Taj Company Limited, 1999, p. 523.